بروق القادر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ

بفحوائے اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ہر وقت اور ہر لمحہ میں ہر واقف و ناواقفِ راز کے دل اور زبان سے اُس ذاتِ پاک کی صفت ظاہر ہورہی ہے۔ اور ہر ساعت اور ہر گھڑی میں ہر بادشاہ اور ہر غلام کے ہاتھ اور رُوح سے اُس کا شکر پیدا ہورہا ہے۔ وَمَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يَذْكُرُهٗ وَيَعْلَمُهٗ۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اُس کا ذکر نہ کرتی ہو۔ اور ایسا کوئی ذرہ نہیں جس کو اس کا علم نہ ہو۔ جو شخص ان باتوں کے سمجھنے والا ہو۔ وہ تو مدعا میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ اور جو غافل اور لایعقل ہو۔ وہ ناسوت (دنیا) کے جال میں اُلجھا رہتا ہے۔ جس نے اس آسمانی دلیل پر غور نہ کی۔ اور اُسے نہ سمجھا۔ وہ رہا سو رہا۔ یاد رہے۔ کہ یہ چند نکتے ہیں۔ جو کہ شاہ عالیجاہ سیدنا مولانا سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی برق کے چمکارے تھا۔ اور شہنشاہ کی گدائی کے بعد راقم کے دل پر وارد ہوئے ہیں اس لئے ان کا نام بروق القادر

علےٰ قلوب النائمین رکھا گیا۔ الحمد للہ۔ کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی برکت سے اس ناتواں کی کند طبیعت سے آبحیات پھوٹ نکلا ہے۔ اور شکر ہے اُس پاک ذات کا کہ قادری جذبات کی آگ کا شعلہ متکبرین کے خرمنِ غرور پر ایسا گرا ہے کہ اُسے جلا کر خاکِ سیاہ کر دیا ہے ٭

یارب بطفیل مصطفےٰ و اصحاب
این بارقۂ نور شاہ عبد القادر
بیدار کنی بفیض باطن الباب
مقبول کنی طفیل عالی انساب

یاد رہے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہ دنیا بڑی خبیث اور ناپاک ہے اور تمام ارشادات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اُس کی قبولیت کو ناجائز قرار دے رہے ہیں۔ اور صوفیائے کرام کا تو یہ حال ہے کہ انہوں نے تو اُس کے بے معنی دفتر کا ایک ایک ورق پھاڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا ہے۔ یہ دنیا تو مطلقہ عورت کی طرح ہے۔ اور کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں۔ کہ جس عورت کو رسول اللہ صلعم نے طلاق دیدی ہو وہ اُمت کے ہر فرد پر حرام ہے۔ مگر افسوس اُن لوگوں کی حالت پر۔ جو جان بوجھ کر دنیا کی طلب میں سرگرداں ہیں۔ اور اس مکار بڑھیا کو عقد میں لاتے

ہیں۔ افسوس۔ صد افسوس۔

تا توانی بگذر از دنیائے دوں	احمقانند طالبانش با جنوں
ایں جنون وحمق را بگذار ہاں	ہاں وہاں نے بدگماں ہاں وہاں

طالبِ دُنیا پہلے پہل تو شداد اور نمرود کے تابعین سے ہوتا ہے۔ مگر جب یہ حاصل ہو جاتی ہے۔ تو وہ اِن دونوں سے بڑھ جاتا ہے۔ تارکِ دنیا جب شروع میں اُس کے نقاب کو اُٹھاتا ہے۔ تو تابعین محمدی سے ہوتا ہے۔ اور جب وہ اُسے کمال تک پہنچاتا ہے۔ تو اسرار الٰہی سے واقف ہو جاتا ہے۔ سہ

ترک کن احوال تا آساں روی ۔ زانکہ بے ترکش نباشی مہتدی

ایک مشہور بات ہے۔ کہ جب کتا مُردار کھا کر سیر ہو جاتا ہے۔ تو چلا جاتا ہے۔ مگر شرم ہے دنیا کے کتوں کے لئے کہ پس خوردہ کھا کر بھی اُس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب کے الفاظ جو آنسرورِ کائنات کی مقدس زبان سے نکلے ہیں۔ اہلِ دُنیا کو کیسی ظاہری تنبیہ فرماتے ہیں۔ پس اِس جلیل القدر حکم کی موجودگی میں جو لوگ دنیا کے کتے بنتے ہیں۔ اُن کیلئے کیسا مقام شرم ہے۔ اب رہے تارکِ دنیا۔ اُن کو بھی چاہیے کہ دُنیا کے ترک کرنے میں اپنی ذاتی تربیت کو ملحوظِ خاطر رکھیں۔ نہ یہ کہ اہل

Scanned by CamScanner

دنیا کی رسوائی کرتے پھریں۔ کیونکہ اس کا نتیجہ اکثر یہ ہوتا ہے۔ کہ یہ مُردار انسان کو اپنی تعریف کی طرف مائل کرتی ہے۔ اور اس میں تکبر اور غرور پیدا کرتی ہے۔ مگر خدا بچائے اس غرور سے۔ کہ شیطانی زوال کا آخری صدمہ یہی ہے۔ اے گوشہ نشین تارکِ دُنیا! خبردار۔ ایسا نہ ہو کہ اوروں پر طعنہ زنی کرنے لگ جاؤ۔ اور اپنی ہستی کے طاق پر مکڑی کا جالا تنو۔ بلکہ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا یعنی جب کسی مبتلائے گناہ کے پاس سے گذرتے ہیں۔ تو وقار کے ساتھ آنکھ بچا کر نکل جاتے ہیں۔ یعنی خداوند کریم کے ڈر سے اُس پر طعنہ زنی نہیں کرتے۔ کہ مبادا خود ہی مبتلا ہو جائیں۔ کیونکہ جناب نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مبتلاء گناہ پر طعنہ زنی کرتا ہے۔ وہ خود گناہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر طعنہ زنی اور نفسانیت کا خیال دل سے دُور کر کے اُس کو مشفقانہ نصیحت کرے۔ تو یہ عین دین ہے۔

احتساب شرع آمد کارِ فاروق آں عمرؓ دانکہ تابع اوست در بے نفسی اندراش

اے عزیز کہیں یہی گمان نہ کر لینا۔ کہ تمام دولتمند اس کمینی دنیا میں مبتلا ہیں۔ معجزہ کو جادو نہ سمجھ لینا۔ تو بہت سے اطلس پوش دیکھیگا۔ جو کہ مقبولِ خدا ہیں۔ اور انوار الٰہی سے ان کے سینے روشن ہیں۔ اور کئی ایسے لوگ دیکھیگا۔ کہ بڑے بڑے

Scanned by CamScanner

جُبے اور دستار پہنے ہیں - اور تسبیح اور عصا ہاتھ میں لئے پھرتے ہیں - مگر ہیں کیا؟ حیلہ باز اور مکّار - تو دونوں سے صلح کر اور اپنے آپ کو دونوں سے کم سمجھ - اور خوف الٰہی سے عجز و انکسار اختیار کر -

چو کارت بدستت نباشد بگو	چہ داری چہ داری تو اے نیکخو
چو سر رشتہ در دست خود نبود ت	براد اعتمادے کجا باشد ت

اے عزیز! عمر کو غنیمت جان - یہاں پھر لوٹ کر آنا نہیں ہوگا یہی تو افسوس ہے - کہ جب ایک دفعہ یہاں سے چلے جائیں تو پھر واپس آنے کی کوئی صورت نہیں - اور جو دم کہ دنیا کی لذات و شہوات میں ضائع ہو جائے - ممکن نہیں کہ پھر آسکے - اگر ممکن ہو سکے تو اس قیمتی مال (وقت) کو بازار محمدی میں فروخت کر تاکہ اِنَّ اللہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ کی آواز تیرے کان میں پڑے - اور تجھے اپنی قدر و قیمت معلوم ہو - اور مَنْ قَتَلْتُہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ (جس کو ہم عشق کی تلوار سے اس کا خون بہا ہم خود ہی ہوتے ہیں) کے معنی سمجھے - وہ مقتول کیا ہی خوش قسمت ہے - جس کو یہ سعادت حاصل ہو - شعر

نمے دانم کہ تو اے گوہرِ پاک ✣ چرا افتادۂ در دامنِ خاک

سب سے پہلی چیز جو تم کو ہاتھ سے پکڑ کر خاک سے نکالیگی

وہ شریعت ہے۔ اور شریعت سے مراد ایمان۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ اور دیگر دینی ضروریات کا علم ہے۔ یہی تو وجہ ہے۔ کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض کیا گیا ہے حدیث شریف۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ پس عالم شریعت اگر اپنے علم کے مطابق چلے۔ اور اپنی آرزو کا قدم ظاہری شریعت اور تقویٰ راستہ سے نہ ہٹائے۔ تو وہ عالم بلا تردد اپنی منزلِ مقصود پر جس سے مراد رضامندی الٰہی ہے۔ پہنچ جائیگا اور رضی اللہ عنھم و رضوا عنہُ کا راگ اپنے کانوں سے سُن لیگا۔ ثابت قدم جائیگا اور راسخ ہو کر آئیگا۔

شرع آمد دلیدیر و دستگیر	لیک باید عالم و دانائی پیر
پیر آں پیرے کہ راہ بنمایدت	راہِ معنیٰ را بدل بکشایدت
جامِ اسرارت بنوشاند ترا	از مرضہا مرترا آرد شفا

پیر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک پیر شریعت۔ یہ وہ شخص ہے۔ جو کہ احکام سنت مسائل دینی و امور یقینی کا پورا ماہر ہو اور پیر خواہ وہ مجتہد ہو۔ خواہ مقلد۔ اپنے طالب کو منزل تک پہنچا سکتا ہے۔ اور یہ پیر دوسری قسم کے پیر سے قوی تر ہے۔ کیونکہ یہ اس کا محتاج نہیں۔ مگر برخلاف اس کے دوسری قسم کا پیر پہلی قسم کے پیر کا محتاج ہے۔ دوسری قسم کا پیر پیر طریقت ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو خدا اور اُس کی صفات کا عارف

ہو۔ دُور اور نزدیک رستوں کا واقف ہو۔ عشق اور شرب کی منزلیں طے کی ہوں۔ اور ایسا صاحب تاثیر ہو۔ کہ گمراہ کو راہ ہدایت دکھا سکتا ہو۔ مگر اس کے لئے لازم ہے۔ کہ شریعت کے نور سے منور ہو۔ اور علم۔ کے زیور سے آراستہ ہو۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید ٭ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

پیرِ کامل کی صحبت کی تاثیر یہ ہے۔ کہ جب تو اُس کی مجلس میں آئے۔ تو دنیا کی حرص وہوا سے تیرا دل سرد ہو جائے اور کم و بیش ذرہ یا قطرہ تیرا دل عشق الٰہی کی طرف راغب ہو کسی بزرگ کا قول ہے۔ کہ ایک مرید نے اپنے پیر کے پاس آکر کہا۔ کہ زبان پر تو ذکر جاری ہو گیا ہے۔ لیکن دل حاضر نہیں ہوتا۔ تو پیر صاحب نے فرمایا کہ شکر نہیں کرتا کہ پیر کی توجہ سے تیرے اعضا میں سے ایک عضو ذکر الٰہی میں لگ گیا ہے۔

شکرِ پیراں گو وعجز خویشتن	گرچہ پیراں سر ببرند چوں مکن
گرچہ یک سرے برند صد سر دہند	بس لبتانند و زر زرے دہند
چونکہ ذکرِ پیر آمد در میان ٭	مدح شاہِ محی دیں شد فرض جاں
ابر رحم است۔ زندہ کردہ خاک شور	دستگیرِ بیکساں روز نشور
عالمے برباب او قربان شدہ	نامِ او در علم ہو عنواں شدہ
عالماں در عشقِ او محو البقا	والہاں را زو است صد نور و ضیا
جامِ ہو را وقف کردہ بے بدل	شاربِ او را نباشد غم عزل
شادیٔ آں دل عشقش در گرفت	صد ملائک قدس زو اندر گرفت

از ازل تا ابد گرپویان روئی	اے زباں کے لائقِ مدح وے
مادحا از یار قاتش کن عیاں	مدح او جز رب واحد مے تواں

عشق کو حاصل کر۔ اگرچہ یہ کمانے سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ عطیۂ الہٰی ہے۔ مگر پھر بھی اس کی تربیت کے بعض اسباب ہیں اور ان کا تعلق کسب سے ہے۔ ؎

تا توانی عشق باز د عشق باز ٭ ہاں وہاں از عشق کارِ خویش ساز

ان اسباب سے پہلا سبب زہد ظاہری اور باطنی ہے۔ جس سے مراد یہ ہے۔ کہ تن اور کپڑوں کو گناہوں اور بد اخلاقی کی رذالت کی میل سے پاک و صاف رکھا جائے۔ پس ان سے دل بھی صیقل ہو جاتا ہے ٭ ؎

اے برادر گر تو صاحب صیقلی ٭ در دلِ خود صیقلی کن صیقلی

جان لو کہ قربِ الہٰی کے دروازہ تک پہنچنے کے لئے عشق ہی ایک سیڑھی ہے۔ یہ ایسا موتی ہے۔ کہ اس کی قدر عاشق ہی کو معلوم ہے۔ عشق کے مکتب میں ہر طرف ناز و نیاز کا نسخہ پڑھا جاتا ہے ؎

دائم عشق آور شیراں شکار ٭ آتشِ او صد قوی کردہ نزار

عشق وہ بلا ہے۔ کہ ناز و کرشمہ کو عجز و نیاز کے ساتھ ملاتا ہے۔ نگاہ کو نگاہ سے لڑا دیتا ہے۔ زلیخا کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ اور یوسف کا گریبان اور دامن پاک کر دیتا ہے۔ فرہاد سے سخت پتھر کٹواتا ہے۔ اور شیریں کو کوہ کن کا خیال دلاتا ہے۔

عشق نبود آنکہ شیطانی بود	عشق نبود آنکہ شہوانی بود

Scanned by CamScanner

عشق آں باشد کہ جاں بخشی کند
مغز گرداں را بیک لحظہ خورد

عشق باید عشق باید عشق عشق
زانکہ کار و بار عاشق عشق عشق

عشق کے بازار میں خود نمائی کی گنجائش نہیں۔ اور اس رستہ کے حرافوں کے آگے خود بینی چل نہیں سکتی ✣

تا توانی گم شو از خود اے عزیز
زانکہ بیخود نیست امکان تمیز

مشورت با غیر از خود تقن است
کوزۂ خود بینی ات بشکستن است

شاورہم فی الامر آمد نبی
بعد عزم آمد توکل باہدی

خویش را گم کن وصال اینست و بس
دو رشو از خود کمال این ست و بس

چوں ز خود دوری بحق باشی قریب
بیخودی باشد شہود جاں عجیب

حالی لوکہ عشق کی مزاج گرم موم کی ہے۔ جس ہاتھ میں پڑے۔ وہ جونسی شکل چاہے۔ اس سے بنائے۔ مجنوں کو لیلےٰ دکھائے۔ اور لیلےٰ سے مجنوں کا حال خاہر کرے

عشق را معشوق آمد شرع گر
تا توانی عشق را دریاب وہ جو

غیر سوزد عاشق از عشق عیاں
غیر معشوقش نباشد داستاں

گر بپاکاں عشق بازی پاک خو
باشی وگر با بداں بدگشت رد

عاشق کا حشر معشوق کی صورت میں ہوگا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ حشر

کے رستہ میں محمدی لوگ آں ذات کے نور پاک کے ساتھ آئینگے ۔ اور حساب و کتاب کے بغیر ہی بہشت میں جا داخل ہونگے ۔ کیا تم نے یہ فرمان نہیں سنا ۔ المرء مع من احب

شعر

آنچہ در دنیا خیال است آں بود

در رہِ عقبےٰ وصالت آں بود

اے جوانِ سعادتمند کچھ حیلہ کر تاکہ پاک عشق کا قرعہ تیرے نام پر پڑے ۔ تاکہ اس بازار میں تیرا سکہ منظور ہو ۔ اور تو دوجہاں میں کامیابی حاصل کرے

شعر

ایں بغیر از مرشداں مشکل بود مرد بے خایف مگر مہمل رود

ہر چند کہ عشق لگانے سے نہیں لگتا ۔ بلکہ خود بخود آتا ہے ۔ مگر اس ناچیز کے خیال میں جو کچھ آتا ہے ۔ وہ عرض کیا جاتا ہے ۔ اللہ تعالے اس آیت میں فرماتا ہے ۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ یہ عشق کے حاصل کرنے کے لئے ایک طرح کی تعلیم ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو ۔ تو رسول سے محبت کرو اللہ تم سے محبت کریگا

عشق خواہی نام احمد یاد دار	زانکہ بے احمد نباشی کامگار
کنت کنزا شد بیانِ عشق پاک	نزدِ محبوباں توانی باش خاک
چونکہ سخن آمد بعشق اے دوستاں	واجب آمد عشق قدس آں لساں
دلستانِ مصطفےٰ شاہ محی الدین	عالمے در عشق ارشد مستبین
عشق شاہ محی دین را فرض داں	تابیابی دولتِ حور ایگاں

Scanned by CamScanner

جام ہو وقف است برمستانِ او عشق شاہ ماست شاہِ عشقہا	صد بہار است موجزن لبستانِ او عشق و راز عشق شاہِ جاں پناہ

جان لو کہ یہ راستہ بغیر مجاہدہ طے ہونا مشکل ہے۔ پیغمبر سے لے کر معمولی ولی تک سب کو مجاہدہ ہی کرنا پڑا ہے۔ اور ماسوائے اس کے کسی پر رستہ نہیں کھلا۔ تمام قرآن پاک و حدیث شریف اور کاملوں کے قول اس پر شاہد ہیں۔ جاہدو فیہا تو قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ اور رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر حدیث قدسی ہے۔ بیت

اے برادر غیر جہد تا کار نیست
بے مشقت ہیچ قدرت یار نیست

ہاں اگر اللہ چاہے تو اس کے نزدیک کچھ مشکل نہیں۔ جیسا کہ الوفا کی نسبت کہا گیا کہ خاص جذبہ کے زیر اثر شام سے لیکر صبح تک مقبول الہٰی ہوگیا۔ عام طور پر مجاہدہ کے بعد ہی مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ مشقت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ بغیر چبانے کے لقمہ بھی ہضم نہیں ہوتا۔ مگر اس مشقت کے باوجود بھی عنایت الٰہی لیکار رہے۔ باقی بہانہ ہے۔ بہت لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کہ محنت اٹھانے کے باوجود بھی کانٹوں میں ہی پھنسے رہے۔ اور بے یار و مددگار غبار میں لتھڑے رہے مگر اس کا سبب کچھ معلوم ہے؟ سبب یہ ہے کہ کوئی رذیل خصلت اُن کی مزاج میں چھپکر بیچ ہی بیچ ان کا رستہ مارتی رہی۔ اسی واسطے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہم بصرنی بعیوب نفسی

ایخدا اگاہم دہ بر عیوب جۃ تا مراطاہر خود کشف الکروب۔ اور پھر فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ۔ یعنی

ایخدا بارا نما اسرار کار ٭ تا نماید دولتِ دیدار یار

اب خفیہ رذالتوں اور کہنہ بیماریوں کو ایک ایک کرکے برادران دینی کی خدمت میں بیان کیا جاتا ہے۔ ہدانا اللہ و لہم اسے طریق ارشاد۔ اللہ ہم سب کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرے۔

اول رذالت جو بنی آدم کو خوار اور بیکار کردیتی ہے۔ وہ بے باکی اور بے حیائی ہے اللہ تعالےٰ کی طرف۔ اور وہ یہ ہے کہ گناہ کے ارتکاب میں بیدھڑک ہو۔ حسب طبیعت جوبات اسے اچھی لگے۔ اسے کر گزرے۔ اور جو تار اس کی مزاج کو پسند آوے بجائے لگ جائے۔ اس سے الحیاء من الایمان کا مضمون ثابت ہوتا ہے۔ سہ

بیحیائی نیست ایمانے ازیں ٭ تا توانی در حیا میزن نگین

کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ اس رذالت کا منشا کیا ہے۔ کان لگا کر سن تا کہ تجھے ٹھیک معلوم ہوجاوے۔ اس غفلت کا سبب خدائے جبار سے مطلق بے خوف ہوجانا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ جبار کا ڈر تو مردوں کو ہو۔ اور بے وقوف نامرد جو دنیا کے فریب میں آئے ہوئے ہیں بے ڈر ہوں۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ خلال کی طرح دُبلے ہوگئے۔ اور کچھ دیر کے بعد حال میں آئے۔ تو ایک مرید نے جو اسوقت موجود تھا۔ پوچھا کہ اس حیرت کا باعث کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ زنار آسمان سے اتر رہا تھا۔ مجھکو ڈر

لگا کہ کہیں مجھے ہی معزول کر کے زنار نہ پہنانے لگے ہوں۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ قہر کسی اور پر نازل ہوا ہے تو میرے ہوش ٹھکانے ہوئے۔ افسوس کہ چھ لاکھ سال کا پرانا مدرس ابلیس ایک ہی انکار سے ملعون کر دیا گیا۔ اور پانسو سال کا زاہد (بلعم باعور) سگ جہنمی بنا۔ اور افسوس صد افسوس کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ایک لغزش سے کیا گت بنی۔ اور اس نے کس قسم کی آہ و زاری کی۔ تو نے باوجود اس نامردی کے کیا سمجھا ہے۔ اور کیا سمجھ رکھا ہے۔ ع

گریہ ماتم کن بحالِ خویشتن تا توانی نفس را گردن بزن

بریں فہم خود گریہ خونی بریز	تو ایں ابر رامفت بیجا مریز
بوقت سحر کن بکا و امین	شود تا کہ عصیان تو درکمین
خدایا بحقِ محمد نبی	طفیل شہ محی دیں مہدی
زرنج و بلائے جدامی رہی	ہمہ دوستاں راحضوری دہی

اے برادر! بیباکی کی رذیل خصلت کے دفع کرنے اور گناہوں سے بچنے کا علاج توبہ اور زاری ہی ہے۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو صبح کی گریہ وزاری اور آہ و بکا کو ہاتھ سے نہ چھوڑ تاکہ بیشمار گناہوں کی جو خاک تیرے سر پر پڑ چکی ہے۔ وہ بیٹھ جائے۔ اور تیری مراد کا پھول کھل جائے۔ اور راستی کے بوٹے کو انوار کے پھل لگیں

[illegible]	تو نوری [illegible]

حسرت فرسودہ امین المذنبین
گریہ زاری نزدِ حق محبوب داں
اے برادر گریہ را تفریط کن
جان و دل قربان کن بر مجی الدین

سن احب اللہ من انوا بدین
آتشِ گریہ بجان و دل نشان
کارِ صاف و صاف را تمرید کن
نیست بس شکلش ہدے للمتقین

دوم۔ سخت ترین بری خصلت جو کہ آدم زاد کی جبلت میں پائی جاتی ہے۔ خودی اور تکبر ہے۔ اور مراد اس سے یہ ہے۔ کہ انسان اپنے آپ کو بڑا وزن دار سمجھے۔ اور اپنے اوقات کو خود نمائی میں ضائع کرے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ خودی سے مراد کیا ہے؟ خودی کا مطلب ہے اپنی فانی ہستی کے سامان کی زبونی سے غافل ہونا۔ اپنی جوانی۔ جمال۔ مال اور دولت پر نازاں ہونا۔ اب کمال درجہ کی بیوقوفی تو یہ ہے۔ کہ یہ سب چیزیں جو اس کے پاس ہیں دراصل وہ مالک حقیقی کا ملک ہیں۔ اس کی اپنی کوئی چیز نہیں۔ اس عقل پر حیف ہے۔ کہ گھر میں جو کچھ مال ہے۔ ہو تو وہ دوسرے کا اور وقت نا وقت جو کچھ وہ چاہے۔ اس میں سے لے بھی سکے۔ اور یہ مفت کی ڈینگیں مارتا پھرے

عمر و مال و جاہ تو شد عاریت
ایں متاع و عمر تو چوں از تو نیست
تنگ گردد ہر کہ متکبر بود
چونکہ خر از بار ماند دور تر
چونکہ زیرِ بار آید با کلال

در بخیلی کار رشد بیکار رت
کارکن غافل مشو لاکن باریت
در تکلم ہیچ صورت خر بود
ہیچ شتیراں عرقہ اگر دو بہر
پشت ریشش گردش فرسودہ حال

اے برادر حالِ خود زینجا قیاس	پست ایں آوارگی را چوں اساس
چونکہ زر دا بار ہا بر تو فتند	حمل الاوزار جا تنہا را کنند

جہانتک تم سے ہو سکے کبر کا علاج کرو۔ اور وہم کو چھوڑ کر فہم سے کام لو۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو۔ کہ بول اور نجاست کو ہر روز اپنے ہاتھ سے دھوتے رہتے ہو۔ کیا انسان کی حالت قابلِ افسوس نہیں کہ نکلے تو بول کے راستہ۔ اور پھر لگے اپنی بڑائی جتانے۔ سے

تا توانی توسنِ خود رام کن ✣ تا قہ کن ایں نفس خوں آشام کن

تا نہ سوزی نفس را در فاقہ ✣ تو بکعبہ چوں رسانی ناقہ

مجھے سمجھ نہیں پڑتا۔ کہ کیا بلا تم پر سوار ہوئی ہے۔ کہ کبر سے گردن کڑائے پھرتا ہے۔ اور مفت میں اس بلا کو اختیار کر رکھا ہے۔

دیدہ را با کحلِ احمد تیز کن ✣ باز در راہ وفا مہمیز کن

عزیز من! اس کا یہی علاج ہے کہ ہمیشہ عجز و نیاز کو اختیار رکھے اور موت اور فنا کو یاد کرے۔ قبر اور اس کے کیڑوں کے عذاب پر غور کرے۔ کہ تیری یہ صورت زیبا خاک میں مل جائیگی۔ اور ان دانتوں کے موتیوں کی لڑی تیرے وجود سے علیحدہ ہوجائیگی اور سر و ساقد پیوند زمین ہوگا۔ تیرا سورج سا مکھڑا فنا کی تاریکی میں چھپ جائیگا۔ اندھیری رات میں اکیلا قبرستان میں لیٹا پڑا ہوگا ماں باپ زن و فرزند سب مجبور ہونگے۔ نہ بات کی ہمت ہوگی اور نہ بولی طاقت ہوگی۔

پیشی تا چند اے یار عزیز:	گور نزدیک است بے بے کن تمیز

چوں در افتی بے سر و پا بند گور	گرز ہا ریزند سوزاں زور زور
نے مدد انجا یا ر و نے فریاد رس	جز خدا و مصطفےٰ ا ہیچ ترکس
ہاؤ ہو و ہاؤ ہو و ہا ؤ ہو ﷺ	تنگ کردہ بر تو گو از چار سو
بر کرا با مار و کژدم کار ہاست	در رہ او خار ہا و خار ہاست
چوں تکبر مے کنند احمق مثال	تا توانی خوف حق زار تمال
چونکہ نامم گریہ زاری گفتہ شد	دُر ہائے اشک زلیخا سفتہ شد
گریہ زاری پیش محی الدیں کنم	از طفیلش تا کہ از شیطاں رہم

تکبر بدخصلت ہے۔ جس نے معلم الملکوت کو ہمیشہ کے لئے ملعون کر دیا۔ باقی تمام گناہ اس سے کم درجہ کے ہیں۔ کیا تمہیں علم نہیں۔ کہ اس خصلت کا مردود تمام گنہگاروں کا سردار ہے۔ باقی گناہوں کی جڑ توبہ سے اکھڑ سکتی ہے۔ مگر تکبر کی جڑ ایسی سخت ہے کہ یہ توبہ کے تیشہ کو کند کر دیتی ہے۔ مگر خود کٹ نہیں سکتی ہے

چوں نیاز آمد حصول توبہ ﷺ با تکبر کے تو بازی رو بہ

ان رذائل میں سے ایک کھانے۔ پینے۔ پہننے اور نکاح کی خواہش ہے۔ یہ ایسی بلا ہے کہ ہر شخص اس میں مبتلا ہے۔ اور ان فانی لذتوں میں پڑ۔ باقی رہنے والی رحمت سے دور جا پڑتا ہے۔ یہی لذات ہیں جن میں پڑ کر انسان یاد خدا کو فراموش کر دیتا ہے۔ قرآن و حدیث کی مبارک نصیحتوں کو دل سے نکال دیتا ہے۔ لوگ دن رات بت پرستی میں مشغول ہیں۔ اور فکر آخرت سے غافل [illegible] کی ہوا میں علم کی نقدی کو ہار بیٹھتے

ہیں ۔ اور علم کی متاع کو فروخت کرکے دنیاوی فضولیات خریدتے ہیں ۔ اور خوشحال زندگی گزارتے ہیں ۔

حیف این کوہر کہ میبازند ہاں
نقد دلہاے رو داے چہل سال
دمبدم اندر خرابی جاں مدہ
عمر رفتہ اے تو از خود رفتہ
اے خدا توفیق یادِ خویش دہ
عمر آں باشد کہ در یادت بود
عمر آنست آنکہ در یادت رود
اے خدا توفیق بخشی بردوام

صفت ایماں دادہ از خود رائگاں
ئن تو ماتم دست را بر چشم آل
شام شد ایں عمر از تو رفتہ رہ
یا کن آں مردن و آں تختہ
تا کہ عمر ما فزاید روز بہ
عمر در یادت کہ در خراں رود
عمر آنست آنکہ دمسازت بود
از طفیل مصطفےٰ بر وے سلام

یاد رہے کہ ان رذیل خصائل میں سے ایک غفلت ہے کھانے پینے ۔ لباس اور لذات کے حساب سے ۔ حالانکہ قضا و قدر ذرہ ذرہ کا حساب لینگے ۔

ز ذرہ ذرہ حساب شمار خواہد بود
دراں زماں کہ ترا گور در کشد بعذاب
تو خواب و نوش و زن و پوشش اگر نہی خوش
گذشت عمر بغفلت بیا کہ گریہ کنم
اگر بیادِ خدا دینِ مصطفےٰ باشی

یقیں بداں کہ ہمہ خار خار خواہد بود
بہ یار و دوست در آنجا چہ کار خواہد بود
نہال در قبرت نیش مار خواہد بود
کہ روز مرگ بغم حال زار خواہد بود
بنامِ غوث بگورت بہار خواہد بود

پیادہ ز اشک بکشتر سوار خواہد بود	بگریہ عجز بزاری وظیفہ کن فاضل

جان لو! کہ دنیا کی تنگی عاقبت کی فراخی ہے۔ اور دنیا کی فراخی عاقبت کی تنگی ہے ؎

با اہلِ دولت بدوزخ روند ٭ با فاقہ کش راجنت برند

ان خوبصورت چہروں پر افسوس ہے۔ جو آگ میں جلائے جائینگے اور اُن غبار آلودہ اُلجھے ہوئے بالوں والے رخوں کے لئے خوشخبری ہے جو بہترین جنت میں مشک مشک کر چلینگے۔ اگر فاقہ کی قدر و قیمت کچھ نہ ہوتی۔ تو فقر کا تاج پیغمبروں کے سر پر نہ رکھا جاتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ الفقر فخری یعنی مجھے اپنے فقر پر فخر ہے۔

کار مرداں بہ کہ نامرداں رسد	فقر و فاقہ فخر مرداں مے بود
نان و حلوہ را بنامرداں رساں	تو برداں تیغ و نیزہ زیب داں

للسیف والرمح رجال، وللکاسۃ والثرید رجال۔

تلوار اور نیزہ کے لئے علیحدہ لوگ ہیں اور دیگ اور کاسہ کیلئے علیحدہ۔ ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے کہ ہزار ہا درود ان پر ہو آپ کی روح پر فتوح پر سات سات دن فاقہ میں گزرے۔ اور جب جبرائیل علیہ السلام خداوند کریم کی طرف سے تمام روئے زمین کی کنجیاں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپنے گوشۂ چشم سے بھی ان کی طرف نہ دیکھا۔

اے برادر کار مرداں ایں بود ٭ تیغ اندر شو کہ تا کارت شود

کار خیز د از تو ابد شاہ خویش * چوں بگفتہ شاہ ما بردنا۔ پیش کہتے ہیں کہ ایک عارف تھا۔ اور زمانہ کی سختی کے سبب ایک خونخوار عورت کے ہاتھ پڑ گیا تھا۔ رزق کی تنگی کی وجہ سے عورت نے اسے مزدوری کے لیے باہر بھیجا۔ عارف مزدوری کے بہانہ سے گھر سے چلا جاتا تھا۔ مگر دریا کے پاس ایک مسجد میں بیٹھا یادِ خدا کیا کرتا تھا۔ جب شام کو واپس آتا تو عورت کی تسلی کے لیے کہ دیتا۔ کہ مزدوری کل ملیگی۔ تین دن اسی طرح گذر گئے۔ چوتھے دن عارف اس حیلہ انگیزی کے غم سے سارا دن غمگین رہا۔ قسام ازل نے حاملان رزق کو حکم دیا۔ کہ عارف کو پتہ نہ ہو۔ اور تم آٹا چاول اور خوراک و پوشاک کے دیگر لوازمات اُس کے گھر پہنچا دو اور کہدو کہ یہ گھر والے کی مزدوری ہے۔ اسے کھاؤ اور باقی تین یوم کی مزدوری بھی پہنچادی جائیگی۔ شام کے وقت درویش ڈرتا ڈرتا گھر پہونچا۔ بہت غمگین تھا کیونکہ اب کوئی بہانہ بھی باقی نہ تھا۔ مگر جب دروازہ پر پہنچا۔ تو دیکھتا کیا ہے کہ چولہا گرم ہے اور بیوی زیادتی محبت سے نرم ہے۔ بڑے پیار سے اُس کا استقبال کیا۔ اور اُسے کھانا کھلایا۔ جب سیر ہو کر کھا چکا۔ تو عورت سے پوچھا کہ یہ سب چیزیں کہاں سے آئی ہیں۔ اُس نے کہا کہ جس کے گھر میں تو مزدوری کرتا تھا۔ اُس نے ایک دن کی مزدوری تو بھیجدی ہے۔ اور باقی تین دن کی مزدوری کا وعدہ کیا ہے۔ عارف صاف باطن نے ایک آہ ماری اور حقیقت حال ظاہر کی۔ عورت نے جس کے چہرہ سے نیک بختی

کے علامات ظاہر ہوتے تھے۔ گذشتہ پر افسوس کیا۔ اور ترکِ دنیا اور فاقہ کشی پر راضی ہو گئی۔ یہانتک کہ انوار کے دروازے اس پر بھی کھل گئے۔

اے برادر کارِ مرداں ایں بود
کارِ مرداں چوں ز نامرداں بود

مرد شو یا پس روی مرداں بکن
تا ز مرداں باشی و بے حیلہ فن

از زناں ہرگز نیاید جز زیاں
تو چو مرداں باش اے واقف بیاں

زن چو مردے دید آخر مرد شد
بود سنگ خارہ صاحب درد شد

لیک بے پیراں نباشد مرد کس
پیر باید پیر باید دادرس

چونکہ نام پیر آمد بر زباں
پیر خود را عرض دارم درمیاں

غوث اعظم محی دیں پیرِ من ست
فیض دایم او بجاں شیریں من ست

اے شہا من گر ز زن دارم تمیز
از طفیلِ شاہِ مرداں کن عزیز

پے گرفتم تا کہ در یادت مدام
از تو دارم نورِ دایم والسلام

شہوانی نکاح وہ ہوتا ہے۔ جو کہ انسان کو یادِ خدا سے باز رکھے اور ہمیشہ شہوتوں کے ہلاک کرنے سے روکے۔ ہاں اگر نکاح کی یہ غرض ہو کہ وہ شہوتی خطرات سے محفوظ رکھے۔ اور یادِ خدا میں مشغول کرے۔ تو ایسا نکاح عین سنت کیا واجب ہے۔ مگر بزرگانِ دین کا یہ فرمان بھی ہے۔ کہ شہوت کو دور کرنے کے واسطے خوراک کم کر دو۔ یعنی روزے رکھو۔ اور اگر دیکھو کہ اس سے بھی دفع نہیں ہوتی تو پھر نکاح ہی کر لو۔ اس سے معلوم ہو جاویگا۔ کہ :-

جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ اور بعد ازیں قول " المسك والنساء والخرہ کے کیا معنی ہیں ۔ یعنی عورات کے خیال سے فراغت حاصل ہوتی ہے ۔ اور مشک سے مناسبت ملائکہ کے ساتھ پیدا ہوتی ہے ۔ اور نماز میں پورا مشاہدہ ہوتا ہے

نہ کہ زن را دوست دارد آں نبی العیاذ و العیاذ و ہا العیاذ اے نبی قربان ذاتِ پاکِ تو تو نگہداری مرا از لہو ہا ،	از برائے لذتِ شہوت و نی خود نبی در ترک شہوت ہا ملاذ صد ولی و مرسلیں شد خاک تو الشفار و الشفار ثم الشفار

نفس کو خوش کرنے کے واسطے کپڑوں اور لباس سے محبت کرنا عورتوں کا کام ہے ۔ جو لباس مرد پہنتے ہیں وہ ستر ڈھانپنے کے لئے ہوتا ہے ۔ نہ دکھلاوے کے واسطے ۔ لباس کی حرمت اور کراہت کے متعلق کتب فقہ میں بہت سی روایات ہیں ۔ مگر خلاصۂ مطلب یہ ہے ۔ کہ اگر تکبر کی نیت نہ ہو تو ہر مباح لباس پہن سکتے ہیں ۔ بہرحال شریعت کی تابعداری میں کوشش کرنی چاہئے ۔ اور شریعت نے تو دو کپڑوں کے رکھنے کی اجازت دی ہے ۔ اگر طریقت میں چلا جاوے تو مسئلہ ترک میں ہا ترک جامہ کے ساتھ موافقت کرنی چاہئے ۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ منتہی کے لئے تو جائز ہے مگر مبتدی کو وہی لازم ہے ۔ جس کی مرشد اجازت دے ۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ اس نے خواب میں چاہا کہ صفا کی مجلس میں

بیٹھنے والے یاران کے ہمراہ یہ بھی مقام قرب میں داخل ہو جائے
ادب کے دربانوں نے اجازت نہ دی اور کہا کہ تیرے دو جامے
ہیں۔ اور دیگر جانے والوں کا ایک ہی ہے۔ جب تک تو یکتا نہ
ہو جائے وہاں ترقی ممکن نہیں ہے

اے برادر تا نباشی یکہ تاز ٭ کے توانی یافت نور علم راز

اے عزیز کیا تجھے معلوم ہے کہ اس شخص کا کیا حال ہوا۔
جو کہ تعلق کے لباس میں تھا۔ اور اُس کو بے تعلقی کی تعلیم دی گئی
اس کے مناسب حال مجھے ایک قصہ یاد آیا ہے۔ کہتے ہیں کہ
ایک شخص حضرت موسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت
میں حاضر ہوا اور حجاب کی شکایت کی۔ حضرت موسٰے نے
جناب الہٰی سے دریافت کیا۔ حکم ہوا کہ اے موسٰے وہ شخص
اپنی ڈاڑھی کا شیدا ہے۔ اسے کہدیں کہ ڈاڑھی سے اتنی محبت
نہ رکھے۔ جب یہ جھڑک اُس کو ملی تو دوڑی کے غیرت سے اُٹھ
کھڑا ہوا تا کہ ڈاڑھی کو نوچ ڈالے۔ چند دن اسی میں مشغول رہا
کہ شاید اسی طرح مطلب حاصل ہو۔ پھر حضرت موسٰے سے
مدد مانگی۔ پھر یہی حکم ملا کہ ابھی وہ اپنی داڑھی کے ساتھ مشغول
ہے۔ ہے

اے برادر تا توانی شغل دار ٭ ترک کلی از ہمہ کن یا سدار

تعلق کا مقام دل ہے نہ زبان۔ جب دل فارغ از تعلق ہو تو
تو گویا تو بالکل زبان ہی بنے ہے

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ باش ٭ ایں چنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں

اس سے یہ ثابت ہوا کہ مبتدی کے لئے تو خلوت ضروری ہے
مگر منتہی کے لئے نہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم گو دائرہ کائنات
میں تھے۔ مگر عین بزم گوئی کی حالت میں بھی کمال درجہ کے
یکانہ ہوتے تھے۔ اور خدائے واحد سے لو لگائے رہتے تھے

خوردن و مردن بود کار رہاں
پوشش عریاں بود مردان دین
بازن و فرزند بیگانہ مثال
بازن و فرزند خوردن نان ہا
خوردن آں باشد کہ بخود میری
خوردن کامل بود شہد و حلو
خوردنِ دانا بود الزار ایز
خوردن تو شہوت آرد عاقلے
جام نوری دان تو نوش کاملاں
خوردن خود را بپاکاں چوں گئی
خوردن کامل عبادت مے بود
کاملاں در خواب و خور ناحق روند
اے شیدہ دنیا و دین شستہ ہمی دین

خوردن و ریدن بود کار سگاں
دائما در ستر رب العالمین
کار مرداں داں تو اے صاحب جمال
کار نامرداں بود بیگا ہنا
خوردن آں باشد کہ از خود در ربود
خوردن ناداں بود خونِ ز تو
خوردن دانا بود صد خواب بیز
خوردن او نور بارد کاملے
ذرد روزی داں تو شرب ناقصاں
نعمۂ بیہودہ را تا کے زنی
خوردن جاہل زہادت مے برد
ہر دم از یادِ خدا زندہ بوند
مادح از نام تو فاضل شد یقین

اس چھوٹے سے رسالہ میں تمام خصائل رذیلہ کے بیان کی
گنجائش نہیں۔ مختصر طور پر جو کچھ کہا گیا ہے اُس کو یاد رکھنا بھی

کافی ہے۔ اور بہتر تو یہ ہے۔ کہ تو حسد۔ غضب۔ غیبت اور سخن چینی کو اپنے سے دُور ہی رکھے۔ اور اُن کے متعلق تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے۔

حسد۔ اوروں کی نعمت کے زوال کی خواہش کرنا حسد ہے۔ اور ایسی خواہش کرنا کمال درجے کی بیوقوفی ہے۔ انسان اتنا تو سوچے۔ کہ کیوں بلاوجہ اپنے آپ کو دوزخ کی آگ میں دھکیلا جائے۔

از حسد خواری فزاید بار نہ	ہمچو شیطاں عزل گردد کار نہ
از حسد صد خانہ ویراں میشود	از حسد چنداں معاصی در فتند
آتش ایں مے خورد اعمال نیک	ہمچو آتش ہیزم خشک اے ملیک
دُور شو ازیں دور شو ازیں دُور شو	خار زار یخت ست ایں حیث رد

غصہ: غصہ یہ ہے کہ ہر کام کے کرنے میں تیرا نفس انتقام اور بدلہ پر آمادہ ہو جاوے۔ جب وہ کام اسے پسند نہ ہو تو خون جوش مار کر جگر سے دماغ تک پہونچ جائے۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ جہاں تک اُس سے ہو سکے۔ اس بلا کو اپنے آپ سے دُور ہی رکھے۔ کیونکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جو شخص چاہے۔ کہ اس کے عمل تمام عملوں پر فائق ہوں۔ اُسے کہدو کہ غصہ نہ کرے۔ نہ کرے۔ نہ کرے۔ اے برادر حرام چیزوں میں سے ایک ہی حرام ہے۔ جس کے کھانے سے آدمی بہشت میں چلا جاتا ہے۔ حسد کا علاج تو وہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔ یعنی اس میں کچھ فائدہ نہیں۔ دوسری بات قابلِ لحاظ یہ ہے۔ کہ اس سے انسان مشرک ہو جاتا ہے۔

تا توانی در حقائق بین و بین　　　　سیتوانی یافت کارے بالیقین

غصہ کا علاج یہ ہے کہ تو جبار حقیقی کو یاد کرے۔ اور سوچ کہ ہر روز سو بار تو اُس کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور اُس کی شان ایسی بلند ہے کہ وہ تجھ سے انتقام نہیں لیتا۔ ذرا سوچ تو سہی کہ بدلہ و انتقام لینے میں تیری کمزور ہستی ہے کیا۔ کہ تو اتنی جلدی کرتا ہے۔ گویا کہ جبار حقیقی سے بھی پیش دستی کرتا ہے۔ اور خدائی قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

اب جو جو برائیاں حسد اور غصہ میں ہیں۔ وہ بالتمام غیبت میں پائی جاتی ہیں۔ اور علاوہ برایں یہ بات بھی ہے۔ کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں بھی غیبت کردہ کے نام پر لکھی جاتی ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ کسی شخص نے ایک بزرگ کی غیبت کی۔ بزرگ نے رنگا رنگ نعمتوں کا خوان اس کے پاس بھیجدیا۔ اور عذر بیان کیا کہ جو کچھ تم نے مجھ کو دیا ہے۔ میں اس کا پورا پورا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔

سخن چینی اس سے بھی بد تر ہے۔ اور سخن چین اور بھی ابتر

تا توانی پاک باش از عیب ہا　۔:۔　زانکہ پاک از عیب بیند غیب ہا

ہر کہ دور از نقص باشد کامل است　۔:۔　لطفِ حق دایم مر او را شامل است

اے برادر عزیز۔ ہر شخص اپنے اخلاق رذیلہ کو بہتر جانتا ہے ان کے دور کرنے میں پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اے موسےٰ۔ جبتک تو کوئی عیب اپنے اندر پائے۔ وہ عیب دوسرے پر نہ لگا

ہر کہ خود دارد زبونی در جہاں　۔:۔　دیگرے را کے تواند زد مثال

العزیز پہلے اپنی نسبت تحقیقات کر۔ اور معلوم کر کہ تو کیا ہے۔
اور تجھ میں کون کونسا عیب ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ رہو کہ فقر کا رستہ
بہت مشکل ہے۔ یہاں ہر دم سینہ میں تیر لگا رہتا ہے۔ اس رستہ
پر چلنے والے ہر دم ہائے وہو کرتے ہوئے اپنی نامرادی کا ہی
اقرار کرتے رہتے ہیں۔ اس پتلۂ خاک کو ذات پاک سے کیا
نسبت اور اس کی کیا حیثیت۔ خالق کے مقابلے میں مخلوق کا کیا
نام۔ کیا تو نے قطب ربانی کے متعلق نہیں سُنا۔ کہ کہتے تھے۔ یا اللہ
مجھے قیامت کے دن نابینا اُٹھائیو تاکہ میں نیکوں کے سامنے شرمندہ
ہوں ؎

ہائے وہو را اول و آخر کن ،،۔ خویش را دریا دحق با صبر کن

جانِ من! یہاں دم مارنے کی جگہ ہی نہیں ہے۔ غیرت سے کلیجہ
پانی پانی ہو جاتا ہے۔ اور حیرت سے آنسوؤں کے تار بندھ جاتے
ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ :۔

یَا لَیْتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدً

کاشکے مادر تزا دے بہ بدے ،،۔ جائے شیرم زہر دادے بدلے

یعنی اسے رب الارباب۔ کاش کہ تو مجھے وجود بشری میں
پیدا نہ کرتا۔ کیونکہ خاکی ہونے کے لحاظ سے اس وجود میں۔ جو انسانی
نواقص ہیں ان کا برداشت کرنا اور تزکیہ کرنا موت سے بھی زیادہ
مشکل ہے۔ اور یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ مرتے وقت
جو کچھ عزرائیل کرتا ہے۔ وہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ کہ زندہ
بھیڑ کا چمڑہ ستر بار اُتارا جائے۔ اور اسی وقت جب انسان

پر سخت پیاس وارد ہوتی ہے۔ شیطان سرد پانی کا پیالہ پیش کرتا ہے یہ سب کچھ ہے۔ مگر فقر کا راستہ اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ یہاں ہر لحظہ شیاطین جن و انس۔ جن سے مراد خواہشہائے باطلہ ہیں پیالے بھر بھر کر پیش کرتے رہتے ہیں۔ جس کا ایمان ثابت ہوتا ہے وہ اپنی کشتی ساحلِ نجات تک پہونچا دیتا ہے۔ ورنہ فقد خسر خسراناً مبین۔ ظاہر گھاٹے میں پڑ جاتا ہے۔

اے برادر! عاشقوں کی نظر میں زندگی اور موت ہر گھڑی واقع ہوتی رہتی ہے۔ آفرین ہے ان لوگوں پر جنہوں نے موقعہ کی نزاکت کو سمجھ لیا۔ اور سعی کا گھوڑا اس راستہ میں دوڑایا۔ مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا۔ یکبار میرد ہر کسے بیچارہ جامی بارہا اور یہ جو بزرگان دین نے کہا ہے۔ کہ ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ انہوں نے ہر درجہ سے مر کر اوپر کے درجہ میں ترقی کی ہے۔ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الطَّالِبَ اِلَی الْمَطْلُوْبِ۔ دمبدم کا مرنا عاشقوں کو معشوق تک پہونچا دیتا ہے۔ جب انسان اپنے آپ سے گزر جائے اور کوئی فکر باقی نہ رہے۔ تو پھر حقیقت ہی باقی رہ جاتی ہے۔ کُلُّ شَیْئٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ اللّٰہ۔ ظاہر ہوتا ہے۔ اور اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہ کا ظہور ہوتا ہے۔ ؎

تو ز خود بیروں برو ایں است فقر؛ تا توانی دور شو از فن و مکر

بیرا دی حضرت جنید بغدادی کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ آپ کو حکم ہوا کہ اے جنید گناہ سے توبہ کر۔ یہ وہ وقت تھا

کہ حضرت جنیدؒ نے تمام گناہوں سے کُلی کنارہ کشی کر لی تھی۔ حیران ہو کر پوچھا کہ الٰہی وہ کونسا گناہ ہے۔ جس سے توبہ کروں۔ حکم ہُوا۔ کہ اے جنید تیرا یہ وجود ہی تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے ✣

تا توانی دُور شو از بودِ خویش ✣ بودِ ما گشت است در جانہا پریش

تا توانی از خودی خود باز آ ✣ تا بماند پاک اقدس آن خدا

فقر کے دو قدم ہیں ایک نفس پر دوسرا عرش پر۔ نفس کا دبانا تو آسان ہے۔ مگر نفس کے مکر سے بچ نکلنا بہت مشکل کام ہے۔

تا توانی نفس را گردن بزن
نفس چہ بود اژدہا دوزخ مثال
اژدہا گر مردہ۔ نتواں مردہ دید
استخوان وگوشتش ہر کس کہ خورد
دردِ دلہا داں شفائے دردِ خود
اژدہا را مار گیر آوردہ بود
مرداں از دید او بازی کناں
رفتہ خانہ بازن و فرزند خاں
بود برف آں روز اژدر آں بلا
خلق ترساں رفت پیشِ مار گیر
چونکہ بود آں مار گیر از موت آں

زانکہ او سالار کُشت اندر بدن
نا توانی گردنِ او خوب مال
زانکہ مردہ نیز صد جا تہا گزید
در بہائش درخلافے الحال مرد
زحمتِ نفس است کو شافی کند
مردہ اش دانستہ مسکن بردہ بود
مار گیر از داد خلقاں خوش عناں
درہم و افلوس بردہ رائگاں
گرم شد چوں جنبش آورد از فنا
زندہ شد آں اژدہائے دلپذیر
باخبر۔ بے خبر رفتہ نزد آں

در گلو خلقش کشید آں اژدہا
نفس را باشد مثال آں ماصفا

اگرچہ نفس کا اژدہا مجاہدہ کی برف کے نیچے مردہ پڑا نظر آتا ہے پھر بھی اس سے بے غم نہ ہو۔ کیونکہ جسوقت اُسے شہوت کی آگ کی گرمی پہونچیگی پھر زندہ ہو کر اسی طرح کاٹنے پھاڑنے لگ جائیگا۔ کاتب وحی کی حالت پر سخت افسوس آتا ہے۔ اس کا یہ رتبہ تھا۔ کہ وحی کے بیان کرنے سے پہلے ہی کلام الہی کا ظہور اُس کے دل پر ہو جاتا تھا۔ جب اُس کو شامت آئی تو اس کو یہ وہم ہونے لگا۔ کہ حضرت محمدؐ صلعم کیونکر پیغمبر ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ میں ہی پیغمبر ہوں۔ اس خیال کا آنا ہی تھا کہ جبار حقیقی کی طرف سے حکم پہونچا۔ کہ یہ ملعون ہو گیا ہے۔ اس کو مجلس سے نکال دیا جاوے۔

زندہ بود آں مردہ شد نامرد دوں	ہر کہ با پاکاں ستیزد شد زبوں
دل نگہدارید اے بیحاصلاں	در حضور حضرت صاحبدلاں
ماند آں راندہ تمامہ عمر خویش	شرمسار و در بلائے کفر لیش

یادمے آرد ورا آں کار ہا لیک سحر نفس بردش زاصطفا

آخر شرم کے مارے کہ لوگ شرمندہ کرینگے کہ یہ کیوں واپس آگیا ہے۔ وہ مردود ہو گیا ہے۔ اور نہ جانا کہ طلب میں اٹھنا اور گرنا ہوتا ہے۔ گرنا مریدوں کا ہی کام ہے۔ اور توفیق الہٰی سے مانگنا طالبوں ہی کی روش ہے۔ قبض و بسط۔ اور عروج و زوال اس راستہ میں بہت ہے نہ

کار مردان ست رفتن خواستن ؎ کار نامرداں بود ناخواستن

جب تک تم سے ہو سکے۔ اس سچے رسول کی کفش برداری کر

اور اپنے حال پر ندامت کے آنسو گرا۔ اور خودی کو چھوڑ کر ایسا ہو جا۔ جیسا مُردہ غسّال کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اگر پیر تجھے قتل بھی کر دے تو عین زندگی سمجھ۔ جو کہ جان دیتا ہے۔ اگر قتل کرے تو روا ہو

ہر کہ جاں بخشد اگر بکشد رواست
نز دحضرت عذر نا کشتن رواست

پیر ہادی مے کشد زندہ کند
نغمہ اسرار بر جانت زند

پیر آں باشد کہ در نورت کشد
ہر زماں از غیب نورش در کشد

در دل وجاں پیر را محفوظ دار
تا کشاید نورِ معنی سرِّ کار

روئے پیر آمد ترا آئینہ
جز بر دلش کے فروزد سینہ

پیر باد ہر دو عالم روشن است
دائما از نام او صد جوشن است

پیر محی الدین کہ نور مصطفےٰ است
ہر یکے را او بر دقس لمعہا ست

یا اللہ اپنے نام کی حرمت کی طفیل۔ یا اللہ اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت کی طفیل۔ اے خدایا اپنے محبوبِ صمدانی شاہ عبد القادر جیلانی اور تمام سلسلۂ عالیہ کی خاطر اس عاصی قصور وار کو جو کہ تیرا مدح خوان ہے۔ اور تیرے نام کی برکت سے نا ضل ہو گیا ہے۔ اپنی یاد کی توفیق دے۔ اور ابدی آرام و عافیت میں محفوظ رکھ۔ نیز تمام یاران باصفا و طالبانِ لقا کو اپنے نور کے برکات اور اپنے ظہور کے فیض عطا فرما۔ اور مشکلات کے دروازے ان پر کھول دے

شفاخانہ غوثیہ محلہ چڑھو

یارب بطفیلِ شاہ عبدالقادر از فضل و کرم تو دار مادح فاضل	آں ذات کہ کردۂ تو اورا نادر از پرتو شاہ و ماہ عبدالقادر

رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہُ عنا ۔ آمین ۔ آمین ۔ آمین

اے برادر ایں بروق محی الدین ؎ در دلِ خود زن کہ تا بینی یقین

اشعارِ جرس

نسیما جانبِ کویش گذر کن بہ تشریفِ قدومِ خود زمانہ کہ بے پابوسِ تو اسبابِ شادی	بگو آں نازنیں شمشاد مارا مشرف کن خراب آباد مارا نشاید خاطرِ ناشادِ ما را

تمام شد

اردو ترجمہ بروق القادر

ایں ترجمہ است از بروق القادر از فکرِ بلیغ فاضل الدین شاہ	کاں نسخہ ہست بس عجائب نادر فرزند نجیب شاہ عبدالقادر

از قلم جناب مولوی غلام حسن صاحب بی۔ اے

قریشی ۔ صدیقی ۔ قادری

ماہ محرم الحرام ۱۳۴۴ھ